بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

04: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:1-3)

سورۃ النساء کی مختصر تفسیر کے درس کا آغاز کرتے ہیں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ اس عظیم سورۃ کی مختصر تفسیر میں آسان طریقے سے بیان کر سکوں اور ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان عظیم مسائل کو بآسانی صحیح طریقے سے سمجھ لیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنا بھی آسان فرمادے (آمین)۔

سورۃ النساء مدنی سورۃ ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی اور یہ سورۃ جو ہے اس میں بہت ہی عظیم پیغامات ہیں، مقدمے کے طور پر اس سورۃ کے تعلق سے میں چند اہم باتیں تفسیر سے پہلے بیان کر چاہتا ہوں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ:

(۱) اس سورۃ کو سورۃ النساء کیوں کہا جاتا ہے یہ نام کیوں رکھا گیا؟

(۲) عورتوں کی کیا حالت تھی جب یہ سورۃ نازل ہوئی؟ دنیا میں عورت کا کیا مقام تھا کیا حیثیت تھی؟

(۳) مختلف معاشروں میں ثقافتوں میں عورت کو کس نظر سے دیکھا جاتا تھا اور کیسے رکھا جاتا تھا؟ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا؟

(۴) چاہے جزیرۂ عرب میں ہو چاہے جزیرۂ عرب کے باہر جو باقی سولائزیشنز (Civilizations) موجود تھیں اُن میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ اور اس کے ساتھ ساتھ اس عظیم سورۃ میں بہت سارے اور بھی اہم مسائل موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے انداز میں اور آسان طریقے سے ان مسائل کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

اس سورۃ کا محور جو ہے وہ عورتوں کے تعلق سے ہی ہے اور معاشرے میں جو کمزور ترین لوگ ہیں ان کے متعلق ہے:

(۱) عورتیں اور یتیم ان کے حقوق کیا ہیں؟ ان کے ساتھ کیسے رہنا ہے؟

(۲) وہ کون سی چیزیں ہیں جو مردوں پر فرض ہیں عورتوں کے تعلق سے اور ان یتیموں کے تعلق سے؟ ان کے ساتھ کیسے رہنا ہے؟

(۳) اور جو بہت سی غلط فہمیاں تھیں جو بدسلوکی کی جاتی تھی عورتوں سے وہ کیا تھیں اور ان سے دین اسلام نے کیسے روکا، اس عظیم سورۃ میں وہ پیغام موجود ہے۔

(۴) اور عورتوں کے اور یتیم بچوں کو حقوق کے ساتھ ساتھ جو سب سے عظیم حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کا ذکر دیکھیں گے ہم بڑے پیارے انداز میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

آپ کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق ہے توحید عبادت کا حق اور اس کی ضد ہے عبادت میں شرک کرنا اور اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النساء:48)؛اسی سورۃ میں دومرتبہ بیان ہوا ہے کسی اور جگہ پر نہیں ہے کبھی غور کیا ہے؟!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حق اسی سورۃ میں ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (النساء:65)؛اسی سورۃ میں ہے۔

صحابہ اور سلف کا حق اسی سورۃ میں ہے: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۱۱۵﴾ (النساء:115)۔

اوراسی طریقے سے: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (النساء: 69)۔

یہ سارے کے سارے جو ہیں یہ عظیم حقوق ہیں یہ بھی یہیں پر بیان ہوئے ہیں۔

حکمران کا حق فرمانبرداری کا کہاں پر ہے؟اسی سورۃ میں ہے۔

اگر تنازع ہو جائے کسی مسئلے میں: ﴿فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء:59)؛اسی سورۃ میں ہے۔

الغرض، تو جہاں پر حقوق کی بات آئی ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سارے عظیم حقوق جمع کردیئے ہیں اس عظیم سورۃ میں (تفصیل آگے بیان ہوگی ان شاءاللہ)۔

عورت کی حیثیت جزیرۂ عرب میں اور اس کے علاوہ دنیا میں اُس زمانے میں کیا تھی تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ اس سورۃ کا محور جو ہے وہ عورتوں کے تعلق سے کس طریقے سے بار بار بیان ہوا ہے اور اسی کے گرد گھوم رہا ہے۔

اگر ہم بات کرتے ہیں جزیرۂ عرب سے پہلے نصاریٰ کے ہاں عورت جو ہے:

(۱)اس کے تعلق سے اُن کی جو بنیادی سوچ ہے یا جو عقیدہ رکھتے ہیں اُن کے عقیدے میں سب سے پہلا جو رکن ہے اصول ہے کرسچینٹی (Christianity) میں وہ ہے اوریجنل سن (Original sin)؛اصول خطیئت یا سب سے پہلا گناہ جو ہوا ہے۔

(۲)اِن کے نزدیک یہ گناہ (نعوذ باللہ) جو آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا ہے اور درخت میں سے کھایا ہے جس کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے حوا علیہا الصلاۃ والسلام کی وجہ سے ہوا ہے وہی ذمہ دار ہیں اور جتنی بھی عورتیں دنیا میں موجود ہیں وہ ساری کی ساری عورتیں اُس گناہ میں شامل ہیں (نعوذ باللہ)۔

(۳)اور اُن کے نزدیک عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے عورت حقیر مخلوق ہے،اور جو لیبر پینز(Labor pains) ہوتے ہیں بچے کی پیدائش کے وقت جو درد ہوتا ہے یہ سزا ہے عورت کی اُس گناہ کی جو حوا علیہا الصلاۃ والسلام نے کیا تھا(نعوذ باللہ) اور یہ تا قیامت رہے گا جب تک یہ زندہ رہیں گی۔

تو عورت کو حقیر سمجھا جاتا ہے !اور جو سب سے بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا اُس کے پیچھے عورت ہی ہے سب سے پہلی خاتون حوا علیہا الصلاۃ والسلام نے یہ گناہ کیا اور ان کی اولاد میں سے جتنی بھی عورتیں آئیں گی وہ سب اس گناہ میں شامل ہیں(نعوذ باللہ)۔

یہودیوں کو دیکھتے ہیں تو یہدیوں کے نزدیک بھی عورت:

(۱)ایک حقیر مخلوق سمجھی جاتی تھی اور گھر میں کوئی حیثیت نہیں عورت کی۔

(۲)جب مخصوص ایام ہوتے ہیں حیض کے تو گھر سے نکال دیا جاتا تھا اور جانوروں کے ڈربوں میں وہ جا کر رہتی تھی جب تک وہ پاک نہیں ہو جاتی تھی گھر کی کسی چیز کو چھو نہیں سکتی تھی،جہاں پر بیٹھ جاتی تھی اگر اُس جگہ پر خون کا قطرہ لگ جاتا تو جگہ کو کاٹ دیتے تھے پاک نہیں ہوتی تھی کبھی وہ جگہ (کسی کپڑے پر لگ گیا کسی چیز پر لگ گیا تو اُسے ختم کر دیتے تھے !)اسی لیے گھر سے نکال دیتے تھے اُسے۔

(۳)اگر کوئی لڑکا نہ ہو تب تو وراثت میں کچھ مل جاتا تھا اُسے اگر لڑکا پیدا ہو جاتا تھا تو عورت کو کچھ نہیں ملتا تھا۔

اگر ہم بات کرتے ہیں یونانیوں کی تو اُن کا ایک عجیب طریقہ تھا(سبحان اللہ)عورت کے تعلق سے:

(۱)یونانیوں کے نزدیک عورت جو ہے اُسے رِجس سمجھا جاتا تھا:"رجس من عمل الشیطان":یہ شیطان کی ناپاکی ہے(عورت خود بھی شیطان ہے اور شیطان کی ناپاکی ہے)۔

(۲)یہ جہاں پر جاتی ہے اپنی نحوست ساتھ لے کر جاتی ہے اور ناپاکی ساتھ لے کر جاتی ہے۔

ہندو تو ہم جاتے ہیں اُن کے نزدیک عورت کی کیا حیثیت ہے:

(۱)اب دیکھیں کہ "سَتی کرنا" یعنی بیوی کو خاوند کے ساتھ زندہ جلا دینا،جب خاوند مر جاتا ہے اسے جلا دیا جاتا ہے تو بیوی کو بھی ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا۔

(۲)عورت کا اپنے گھر میں کوئی مقام نہیں تھا کوئی حیثیت نہیں تھی۔

اگر ہم بات کرتے ہیں چائینیز(Chinese) کی توأن کے نزدیک:

(۱)عورت یعنی ڈبیٹ(Debate) چلتی تھی کہ اس کے اندر انسانی روح ہے یا حیوانی روح ہے، حیوان ہے کہ انسان ہے یہ انسان لگتی تو نہیں ہے۔

(۲)بلکہ یہ بھی ڈبیٹ(Debate) ہوتی تھی کہ یہ زندہ کیسے ہے؟! روح تو چلو حیوان کی ہے یہ انسانوں کے ساتھ رہتی کیسے ہے؟!

(۳)عورت کی اپنے معاشرے میں سوائے حقارت ذلت اور رسوائی میں کوئی اور جگہ نہیں تھی۔

عرب میں ہم دیکھتے ہیں جزیرۂ عرب میں:

(۱)کہ جب بچی پیدا ہو جاتی تھی اسے زندہ زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے:﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝﴾(جب سوال کیا جائے گا اُس لڑکی سے جسے زندہ زمین میں گاڑ دیا گیا کہ کس گناہ سے اُسے قتل کیا گیا ہے)(التکویر:8-9)۔

معصوم بچی کا کوئی گناہ ہوتا ہے؟ نہیں ہوتا ہے! تو سوال حقیقت میں اُس سے نہیں ہے اس کے قاتل سے ہے کہ کیا گناہ تھا اس بچی کا کیوں قتل کیا ہے؟!

(۲)جبکہ اسے بشارت دی جاتی کہ تمہیں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو شدید غم و غصہ ہو جاتا اسے اور ذلت کی وجہ سے اسے نہیں پتہ چل رہا ہوتا کہ وہ اپنے منہ کو کیسے چھپائے مٹی میں دبائے، یا زندہ رہے اور ذلت اور رسوائی کا سامنا کرتا رہے کیونکہ بیٹی جو ہے اُس کے لیے ذلت کا ایک سبب تھی دنیا میں وہ سر نہیں اٹھا سکتا تھا!

(۳)عورتوں کو گھر میں ایک مال و متاع سمجھا جاتا تھا۔

(۴)اگر وہ شادی کر لیتی تھی تو خاوند کی مرضی کے تحت آجاتی تھی اس کی اپنی کوئی مرضی باقی نہیں رہتی تھی۔

(۵)یہاں تک کہ یہ جائز تھا اُس معاشرے میں دور جاہلیت میں عرب میں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ایسے مشہور و معروف شخص کے پاس بھیج دے جو اُس کے ساتھ ہمبستری کرے اور اُس سے بچہ پیدا کرے۔ جب وہ پاک ہو جاتی تھی اب اس کا دل کرتا کہ وہ فلاں مشہور شاعر ہے بڑے نسب والا بڑے حسب والا ہے تو وہ اپنی بیوی کو بھیج دیتا بیوی انکار نہیں کر سکتی تھی (اسے نجابت کا نکاح کہتے ہیں، نجیب کہتے ہیں بڑے شرف والے کو) اس کے پاس بھیج دیتے تھے وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔

(۶)"الرھط کا نکاح" کہ کچھ گروہ داخل ہو جاتے تھے اور عورت سے وہ ہمبستری کرتے تھے اور جو بچہ پیدا ہو جاتا تھا بعد میں وہ اِن سب کو بلاتی تھی کہ تمہیں یاد ہے تم آئے تھے؟ یہ اُس کا باپ ہے وہ انکار نہیں کر سکتا تھا (نعوذ باللہ)۔

(۷)وراثت میں کوئی اس کا حصہ نہیں بلکہ وہ خود مال ومتاع سمجھی جاتی تھی۔

(۸)اسے منحوس سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ بعض لوگ قتل تو کر دیتے تھے بیٹیوں کو اور اس کے ساتھ ساتھ بعض لوگ بیٹوں کو بھی قتل کر دیتے تھے کس وجہ سے ؟ محتاجی کی وجہ سے مفلسی کی وجہ سے،اور بعض لوگ زندہ اس لیے رکھتے تھے کہ اسے بیچیں جا کر ورنہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سب ہی قتل کر دیتے تھے بچوں کو تو پھر عورتیں کہاں سے آئیں بچے کہاں سے پیدا ہوئے عرب میں ؟ تو کچھ ایسے بھی تھے جو بچیوں کو زندہ رکھتے تھے قتل نہیں کرتے تھے تاکہ جب بڑی ہوں گی تو اُنہیں بیچوں گا میں۔

اپنے بچوں کو بیچتے تھے نعوذ باللہ ایسے بھی لوگ موجود تھے !

تو ان اندھیروں میں گمراہیوں میں اور ایسے معاشرے میں عورت جو ہے وہ زندہ رہتی تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب دیکھ رہے تھے وہ اسی معاشرے میں رہتے تھے اور جب وحی نازل ہوئی تو سب سے عظیم اور سب بڑا پیغام توحید کا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں پہنچایا بہترین طریقے سے اس بنیادی پیغام کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سارے پیغامات تھے اُن میں سے ایک یہ بھی عظیم پیغام ہے عورتوں کے تعلق سے جو قرآن مجید میں کئی سورتوں میں موجود ہے اور خصوصی طور پر چند اہم پیغام جو ہیں ایک جگہ ایک سورۃ میں جمع کر دیئے گئے سورۃ النساء میں ،تو اسے سورۃ النساء کہا جاتا ہے عورتوں کا کا ذکر اس سورۃ میں موجود ہے۔

نساء اسم جمع ہے عربی زبان میں اس کا مفرد نہیں ہے،اس لفظ کا مفرد نہیں ہے نساء جمع ہے اسم جمع کہتے ہیں اسے،اور اس سورۃ میں عورتوں کے جو بنیادی حقوق ہیں وہ بیان کیے گئے ہیں اور بڑے پیارے انداز میں یعنی آپ خود محسوس کریں گے دیکھیں گے کہ جب ان اندھیروں میں اور اس عذاب میں عورت میں رہتی تھی جس کی کوئی حیثیت نہیں تھی جو خود مال ومتاع سمجھی جاتی تھی،بلکہ میں یہ بتانا بھول گیا کہ عرب میں جب کوئی شخص مر جاتا تھا تو اس کی مالی وراثت میں عورت بھی شامل ہوتی تھی تو باپ کی بیوی سے سوتیلی ماں سے بیٹا وارث ہو جاتا تھا اس سے نکاح بھی کر لیتا تھا اگر چاہتا ہوتا! دو بہنوں کا ایک ساتھ بھی نکاح کر لیتے تھے ! تو عورت جو ہے وہ مال وراثت کے ساتھ تقسیم کر دی جاتی تھی،جب یہ نور وحی کا نور نازل ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور سورۃ النساء میں یہ پیغامات آئے ہیں جن میں عورت کو اس ذلت سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا گیا کہ اب یہ ذلت اور رسوائی عورتوں کے لیے باقی نہیں رہے گی۔

عورتوں کا مقام کیا ہے دین اسلام میں عورت کی حیثیت کیا ہے اس عظیم سورۃ میں ہم دیکھیں گے اور بیان کریں گے ان شاءاللہ واللہ ! آپ حیران ہو جائیں گے کہ بہت بڑا چیلنج ہے !

دیکھیں صرف اس خطے میں نہیں پوری دنیا میں عورت کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا تھا کیا سمجھا جاتا تھا وحی نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب یہ جو غلط فہمیاں بد عقیدگی اور بد سلوکی جو ہو رہی ہے عورت کے ساتھ جو اس کی حق تلفی ہو رہی ہے آج کے بعد ہمیشہ کے لیے یہ ختم ہو جائے گی، ہمیشہ کے لیے صرف جزیرۂ عرب میں نہیں تا قیامت پوری دنیا میں کیونکہ یہ رسالت جو ہے یہ عام رسالت ہے یہ کسی خاص خطے کسی خاص وقت کسی خاص جگہ کے لیے نہیں ہے، یہ پیغام چین تک بھی جائے گا ،یونان میں بھی جائے گا، یورپ میں بھی جائے گا، مشرق مغرب ہر طرف یہ جائے گا جہاں پر عورت کی حق تلفی ہوتی تھی آج کے بعد نہیں ہو گی! عورت کا کیا مقام کیا عزت ہے آپ حیران رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے کیا مقام دیا ہے!

دور حاضر میں عورت اپنا تقابل کرتی ہے اپنی حیثیت کو دیکھتی ہے اُس معاشرے میں جہاں پر کوئی دین نہیں ہے جہاں پر عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور دیکھنا ہے تو حجاب میں وہ حجاب میں نہیں ہے، میرا کام نہیں ہے وہ کام کرتی ہے، میں گھر کے اندر ہوں وہ گھر کے باہر ہے، تو اس ترازو اور تناسب میں اپنے آپ کو نیچے سمجھتی ہے۔

اللہ کی قسم! عورت کی عزت جو اس کے گھر میں اس کے حجاب میں ہے کہیں ہے بھی نہیں! اللہ تعالیٰ نے جو مقام عورت کو دیا ہے اللہ کی قسم! کسی معاشرے نے کسی دین نے کسی دانشور نے نہ کبھی دیا ہے نہ کبھی دے سکتا ہے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سورۃ کی ابتداء کہاں سے ہوئی ہے کیسے ہوئی ہے، آپ لوگ ذرا غور کریں مختلف لوگ مختلف مذاہب مختلف اَدیان مختلف خطے میں مختلف ثقافتوں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے پیغام دیا ہے اور کس طریقے سے یہ چیلنج لوگوں تک گیا ہے اور منوایا بھی ہے کہ جو بھی کلمہ پڑھے گا آج کے بعد تو اس پر عمل کرنا پڑے گا، کلمہ نہیں پڑھا تمہاری مرضی ہے جو کرنا چاہتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ معاف تو نہیں کرے گا نا! تو اس لیے کلمہ پڑھنا پڑے گا اور کوئی راستہ نہیں ہے، اور پھر عمل بھی کرنا پڑے گا ہر پیغام پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیا ہے۔

تو سورۃ کی ابتداء:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①﴾ (النساء:1)

یہ پہلی آیت ہے سورۃالنساء کی، ابتداء ندا سے ہوئی ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ﴾: اے لوگو!

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ نہیں ہے کیونکہ یہ پیغام کس کے لیے ہے؟ تمام انسانوں کے لیے کیونکہ عورت کا جو معاملہ ہے وہ صرف عرب میں نہیں تھا صرف اس خطے میں نہیں تھا یہ پیغام صرف صحابہ کے لیے یا صرف صرف مومنوں کے لیے نہیں ہے کہ وہ اس پیغام پر عمل کریں بلکہ یہ تمام لوگوں کے لیے ہے تمام انسانوں کے لیے ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾۔

﴿اتَّقُوْا رَبَّكُمُ﴾: اپنے رب سے ڈرو۔ اور تقویٰ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بیچ میں کوئی اوڑ قائم کر دے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ سکے، اور یہ دو طریقے سے ممکن ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا۔

(۲) اور جس سے منع کیا گیا ہے اُس سے رُک جانا۔

"اتباع الأوامر واجتناب النواهي": یہ تقویٰ کا راستہ ہے۔

اتَّقُوا اللہ نہیں فرمایا، ﴿اتَّقُوْا رَبَّكُمُ﴾: کیونکہ مخاطب مومنین نہیں ہیں مخاطب انسان ہیں لوگ ہیں اور تمام لوگ دیکھیں ان کی اکثریت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ربّ مانتے ہیں (یہود اللہ کو ربّ مانتے ہیں، نصاریٰ اللہ کو ربّ مانتے ہیں، مشرکین عرب ابو جہل ابو لہب اللہ تعالیٰ کو ربّ مانتے ہیں)، اپنے ربّ سے ڈرو اور زندگی بسر کرنے کا ایسا راستہ اختیار کرو جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو اور جس سے منع کیا ہے اُس سے آپ اجتناب کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے بچ جاؤ۔

﴿الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾: جس نے تمہیں ایک جان سے ایک نفس سے پیدا کیا ہے (آدم علیہ الصلاۃ والسلام)۔

﴿وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾: اور اسی سے اس کا جوڑا اس کی بیوی کو پیدا کیا ہے (حوا علیہا الصلاۃ والسلام کو)۔

سب سے بڑا پیغام عورتوں کے لیے جو کہتے تھے کہ پتہ نہیں جنس کیا ہے انسان ہے حیوان ہے کیا ہے تو عورت کون ہے؟ انسان ہے اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے پیدا کی گئی ہے یہ بڑا شرف ہے عام بات نہیں ہے! اگر آپ آدم کی اولاد ہو انسان ہو تو عورتیں بھی آدم کی اولاد ہیں اور انسان ہیں: ﴿وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾: اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔

﴿وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾: اور اِن دونوں سے پھیلائے بہت سارے مرد اور عورتیں (آدم اور حوا علیہم الصلاۃ والسلام کی اولاد "البشر" انسان پھیل گئے پوری دنیا میں)۔

﴿رِجَالًا﴾ کے ساتھ ﴿كَثِيْرًا﴾ ہے، ﴿نِسَآءً﴾ کے ساتھ کثیرا کا لفظ نہیں ہے جبکہ دونوں زیادہ ہیں کہ نہیں؟ کیونکہ پیغام بتدریج ہے، زیادہ مرد ہونے چاہیئں انسان یہ چاہتا ہے۔

اکثر پوچھیں کہ اولاد چاہیے بیٹے کی زیادہ خواہش ہوتی ہے، تو بہت زیادہ مردوں کے ساتھ کثیر کا لفظ ہے جبکہ عورتیں بھی کثیر ہیں لیکن کثیرات نہیں فرمایا: ﴿رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَآءً﴾۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾: اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

اب یہاں پر تقویٰ کا لفظ پھر دہرایا گیا ہے لیکن اب اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اب تمہیں پتہ چل گیا ہے کہ عورت کا اور مرد کا خالق ایک ہے تمہارا خالق وہی ہے اللہ تعالیٰ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾: اللہ تعالیٰ سے ڈرو تقویٰ کا راستہ اختیار کرو۔

﴿الَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾: جس کے نام پر تم آپس میں سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے نام کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے لیے یہ بات اللہ کے لیے وہ بات؛ ﴿وَالْاَرْحَامَ﴾: اور صلہ رحمی رشتے داری کو نبھانا تم سوال کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور سوال کرتے ہو رشتے داری کو قائم کرنے کا، "صلة الأرحام" ان کا مقام بھی ان کا حق بھی مت بھولیں (اور اُرحام میں مرد ،عورتیں دونوں ہوتے ہیں صرف مرد نہیں ہوتے)۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝١﴾: بے شک اللہ تعالیٰ تم سب پر نگہبان ہے رقیب ہے۔

اگر فرمانبرداری کروگے تو وہ خوب جانتا ہے آپ کا نگہبان ہے اُس کی آپ کو جزاء ملے گی اور اگر نافرمانی کر لیتے ہو اللہ تعالیٰ کے پیغام پر عمل نہیں کرتے ہو جس چیز سے منع کیا ہے وہی راستہ اختیار کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ نگہبان ہے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے عذاب سے بچ نہیں پاؤ گے! تو جو پیغام تمہیں دیا ہے اس پیغام کو اچھی طرح سمجھو اور جو تمہیں حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا شروع کردو اس حکم کی تعمیل کرنی ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے بچو اس سے رُک جاؤ۔

اب یہ آیت جو ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر 1 یہ ہم آیت بہت ہی زیادہ سنتے ہیں جمعہ کے خطبے میں جسے خطبۃ الحاجۃ بھی کہتے ہیں اور خطبۃ عبداللہ بن مسعود بھی کہتے ہیں، جمعہ کا خطبہ بھی عام لفظوں میں کہتے ہیں یہ ان تین آیتوں میں سے ایک آیت ہے جو منبر پر خطیب جمعہ کے دن خطبے کے وقت پڑھتا ہے اور ان تین مختلف آیتوں میں ایک چیز یکساں ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ:

1- پہلی آیت سورۃ آل عمران کی آیت ہے کون سی آیت ہے؟ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۝١٠٢﴾ (آل عمران:102)۔

2- دوسری آیت یہ آیت ہے سورۃ النساء کی۔

3-تیسری آیت سورۃالأحزاب کی آخری آیات میں: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿70﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿71﴾﴾ (الأحزاب:70-71)۔

یہ آیات ہر جمعے کو کیوں پڑھی جاتی ہیں خصوصی طور پر سورۃالنساء کی پہلی آیت کی بات میں کر رہا ہوں:

1-اب یہ پیغام جب عورتوں کے تعلق سے آیا ہے اس سورۃ میں آگے بھی یہ ساری چیزیں موجود ہیں معاشرے میں عورت کو کیا سمجھا جاتا تھا کوئی حیثیت نہیں تھی اب یہ پیغام خصوصی طور پر ہر جمعہ کو سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور پتہ لگتا ہے کہ عورت کی کیا حیثیت ہے کیا مقام ہے، پہلی بات۔

2-دوسری بات یہ ہے کہ اسی زمانے میں کیونکہ مدنی آیت ہے مدنی سورۃ ہے میں جب عورتوں کے ساتھ یہ بدسلوکی کی جا رہی تھی پوری دنیا میں اسی زمانے میں اسی وقت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بیٹی ہیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں وہ وفات پا گئیں اُن کی چھوٹی بچی تھی چھوٹی بیٹی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھایا ہوا تھا تو نماز کا وقت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس بچی کو اپنے کندھے پر بٹھاتے تھے اور پھر اپنے حجرے سے باہر نکل کر چل کر آتے نماز کے لیے۔

اب صحابہ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چھوٹی بچی بیٹھی ہے، یہی لوگ تھے کچھ عرصہ کچھ زمانہ پہلے بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے اب یہ جو بیٹی ہے چھوٹی بچی جو ہے سب سے عظیم انسان رحمۃللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر بیٹھی ہے عملی پیغام ہے کہ نہیں؟!

اس سے بڑھ کر بعض صحابہ کہتے ہیں ہم یہ دیکھ رہے تھے کہ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بٹھائیں گے بچی کو نیچے اور نماز شروع کریں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز پڑھا رہے ہیں امامت کر رہے ہیں پیچھے صحابہ کھڑے ہیں بچی کو اٹھائے ہوئے نماز شروع کر دی، تکبیر تحریمہ اور بچی کو اپنے بازو میں خود اُٹھائے ہوئے تھے مکمل نماز پڑھی جب کھڑے ہو جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچے کو اٹھا لیتے تھے جب سجدے میں جاتے یا رکوع میں جاتے بچی کو بٹھا دیتے تھے پھر جب قیام ہوتا پھر اُٹھا لیتے تھے اور مکمل نماز میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچی کو اٹھائے رکھا۔

3-پتہ ہے کیا پیغام تھا اس میں؟ کہ جس عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی عورت کی یہ حیثیت ہے بچی کی یہ حیثیت ہے کہ فرض نماز میں بھی اس بچی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھائے رکھا اور جب داخل ہوئے تو کندھوں پر بٹھائے رکھا، اب وہ جو بدسلوکی کا ایک عالم تھا اور ایک غلط نظر سے عورت کو دیکھا جاتا حقارت کی نظر سے آج کے بعد وہ نہیں رہے گا (سبحان اللہ)۔

الغرض، تو یہ ہے پہلی بات ہے۔

پھر: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ﴾: یہ جملہ جو ہے قرآن مجید میں تین چار مرتبہ بہت عظیم پیغام لے کر بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ تمام انسانیت کے لیے ہے جس میں سب سے پہلا جو فعل اُمر ہے وہ کون سا ہے؟ ایک تو یہ ہے جو سمجھ لیا ہم نے اس میں کیونکہ عورتوں کے تعلق سے ہے تقویٰ کا ذکر ہے تو یہ پتہ چل گیا ہمیں: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ﴾۔

دوسرا سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 21 میں جو سب سے پہلا حکم ہے فعل اُمر ہے کون سا ہے؟ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ (الفاتحہ:1) نہیں ہے وہ دعا ہے جبکہ گرامر کے اعتبار سے فعل اُمر ہے لیکن اُمر اوپر سے نیچے بڑے سے چھوٹے کی طرف ہوتا ہے اور جو دعا ہوتی ہے وہ اُمر نہیں ہوتا اسے دعا کہا جاتا ہے جب چھوٹا بڑے سے مانگتا ہے اسے دعا کہتے ہیں تو سب سے پہلا جو فعل اُمر ہے وہ کون سا ہے؟ ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾: یہ جو حکم ہے "اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو": ایک اللہ کی عبادت کرنی ہے توحید عبادت کا سب سے پہلا پیغام ہے قرآن مجید میں اور تمام انسانیت کے لیے ہے۔

جیسے میں نے کہا ہے کہ اس سورۃ میں ہم دیکھیں گے جو سب سے بڑی چیلنجنگ (Challenging) چیزیں ہیں ان کا ذکر ایک ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ میں فرمایا ہے اور جمع کر دیا ہے:

(۱) ایک چیلنج (challenge) تو عورتوں کے تعلق سے تھا وہ تو سمجھ میں آگیا۔

(۲) اور شرک بہت عام تھا اس کا بھی میں نے بتایا ہے کہ کبھی شرک معاف نہیں ہوگا کسی صورت میں۔

(۳) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے تعلق سے منافقین موجود تھے اتباع کو سمجھتے کوئی چیز نہیں تھے ظاہر کچھ تھا باطن کچھ تھا اور کچھ اعراب بھی متاثر تھے اس چیز سے ان کو بھی نہیں پتہ تھا کہ اتباع کا کیا حق ہوتا ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (النساء:65) اس کا بھی حل ہو گیا، چیلنج تھا اس کا حل بھی اس میں آگیا۔

(۴) پھر سلف کے راستے کو اپنانا، جو مخالفین موجود تھے ان سے کیسے نمٹنا ہے ان سے کیسے بچنا ہے یہ راستہ کیوں اہم ہے اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔

(۵) حکمران کی فرمانبرداری کیسے ممکن ہے کہ مشکل ہے، ظالم حکمران آئے گا تو کیسے ہم اس کی فرمانبرداری کریں گے۔

بہت سارے چیلنجنگ (Challenging) مسائل جو تھے نا اسی آپ کو سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے یہاں پر جمع کر دیئے ہیں۔

تو: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ﴾:

(۱)توحید عبادت کا حکم جو ہے وہ لوگوں کو عام پیغام ہے سب کے لیے ہے۔

(۲)عورتوں کے تعلق سے یہاں پر آیا ہے۔

(۳) تیسرا کوئی جانتا ہے؟ جو عوام الناس کو پیغام ہے سب کے لیے جو بڑے بڑے پیغامات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو دعوت ہے پیغام عام ہے کہ خاص ہے؟ عام ہے:

﴿قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا﴾ (الأعراف:158)

(کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں کو کہ میں تم سب کے لیے تمام انسانیت کے لیے رسول ہوں)

یہ عام پیغام ہے۔

اور قرآن مجید کے تعلق سے اسی سورۃ کے آخر میں، دیکھیں میں نے کہا ہے کہ یہ جو قرآن مجید کا ایک انداز ہے سبحان اللہ پہلی آیت سے جب آپ آخر تک جائیں گے نا ایک موتیوں کے ہار جیسا آپ کو پھر وہی پیغام وہاں پر نظر آئے گا، موتیوں کا ہار جو ہوتا ہے نا وہ پہلا جو موتی ہوتا ہے جب ہار بناتے ہیں تو آخر تک دونوں موتی مل جاتے ہیں۔

ابتداء کس سی چیز سے ہوئی ہے؟ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ﴾ (النساء:1)۔

آخری آیت میں کیا ہے؟

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۷۴﴾﴾ (النساء:174): سبحان اللہ۔

﴿بُرۡهَانٌ﴾: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجت اور برہان ہیں۔ اور ﴿نُوۡرًا مُّبِيۡنًا﴾ کیا ہے؟ قرآن مجید ہے۔

یعنی یہ جو پاک کلام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجت لے کر آئے ہیں یہ جو برہان لے کر آئے ہیں جو پیغامات اس سورۃ میں ہیں پورے قرآن میں ہیں نور مبین بنا کر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے قرآن مجید کو تو کبھی بھی اسے ہلکا نہ لینا اس پر عمل کرنا ہے یہی تمہاری ذریعہ نجات ہے اس کے سوا کوئی اور طریقہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

تو یہ چند اہم باتیں تھیں اس آیت کے تعلق سے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰٓى اَمۡوَالَهُمۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ‌ وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰٓى اَمۡوَالِكُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا ﴿۲﴾﴾

(النساء:2)

﴿وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰٓى اَمۡوَالَهُمۡ﴾: اور یتیموں کو اُن کے مال دو۔

یہ جو اوصیاء ہوتے ہیں نا جو یتیموں کے ولی ہوتے ہیں پرورش کرنے والے جن کے ذمے کوئی پرورش ہوتی ہے اُن کے باپ کے مر جانے کے بعد یہ پیغام اُن کے لیے ہے کہ اب تم ذمہ دار ہو اس یتیم کی پرورش کے لیے۔

یتیم کسے کہتے ہیں؟ اُس بچے کو جس کا باپ مر جائے بلوغ سے پہلے، بالغ ہونے سے پہلے جس کا باپ مر جاتا ہے اسے یتیم کہتے ہیں چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو، اور زیادہ مسئلہ ہوتا تھا لڑکیوں میں جیسے میں نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اُس کی بیٹیاں ہوتیں تو مال وراثت کے ساتھ بیٹیاں بھی اسی وصی کے پاس اُس کے ماتحت ہو جاتیں، اگر وہ اُس سے نکاح کر سکتا ہے تو پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے کیونکہ میں نے کہا ہے کہ دور جاہلیت میں صرف دو قسم کے محارم سے نکاح کرتے تھے سوتیلی ماں اور بہن کے ساتھ بہن کو ملا دیتے تھے جو شریعت نے بعد میں حرام کیا جیسے آگے بیان ہو گا لیکن ماں کے ساتھ سگی ماں یا سگی بہن یا بھانجی سے بھتیجی سے وہ یہ جانتے تھے کہ حرام ہے ان سے نکاح نہیں کرتے تھے۔

تو وہ یتیم لڑکی یا یتیم بچی اب جو ذمہ داری اس شخص کے پاس آگئی ہے اب اس پر فرض ہے کہ جو مال اور متاع اس یتیم بچی کا ہے جو باپ نے پیچھے چھوڑا ہے تو اسے واپس دینا چاہیے: ﴿وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ﴾: جو اُن کے مال ہیں وہ اُن کے ہیں اُن کو وراثت میں ملے ہیں۔ کیونکہ وراثت کا ذکر آگے آئے گا اب بندہ مر گیا ہے اُس نے پیچھے بچے چھوڑے ہیں تو مال بھی چھوڑا ہے نا مال کس کا ہے؟ ان یتیم بچوں کا ہے تو اُن کو اُن کا مال دو۔

﴿وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ﴾: اور نہ بدلو ناپاک کو خبیث کو طیب اور پاک کے ساتھ (یعنی جو تمہاری ناپاک چیزیں ہیں یا تمہاری جو ناکارہ چیزیں ہیں اُن چیزوں کو مت بدلو جو یتیم کی اچھی چیزیں ہیں)۔

کیونکہ مال تو اس کے ہاتھ میں آگیا نا اب خرچ کون کرے گا یتیم بچہ تو نہیں کر سکتا؟ اب جس کے پاس اس بچے کی ذمہ داری ہے اور مال بھی اس کے پاس ہے وہ اپنا مال بھی اس میں خلط کر لیتا ہے اور اچھا خود لے لیتا ہے اور جو چیز بُری ہوتی ہے یا اچھی نہیں ہوتی وہ یتیموں کے حق میں چھوڑ دیتا ہے۔

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ﴾: اور اُن کے مال کو اپنے مال کے ساتھ مت ملاؤ اور مت کھاؤ۔

جو اُن کا مال ہے اسے الگ رکھو کیونکہ وہ تمہارا نہیں ہے وہ اُن کا ہے اپنے اس مال کے ساتھ ملا لینا یہ سمجھ لینا کہ میرا بھی اس میں حق ہے تو تمہارا کوئی حق نہیں ہے تم صرف رکھوالی کرنے والے ہو امانت ہے یہ مال اُن کا ہے اس امانت میں خیانت کا تھوڑی بھی ذرہ برابر بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔

تو خیانت کی گنجائش بالکل نہیں ہے اس لیے فرمایا: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ﴾

: کیونکہ زیادہ تر مال کس لیے خرچ کیا جاتا ہے کھانے کے لیے ناورنہ مال استعمال کے لیے بھی ہوتا ہے ناتو اس لیے جو سب سے زیادہ کامن (Common) چیز ہے زیادہ چیز موجود ہوتی ہے تو اس کا ذکر ہے۔

اگر کوئی کھاتا نہیں ہے اس کے کپڑے خرید لیتا ہے یا کوئی اور چیز استعمال کرتا ہے تب جائز ہے کیا یتیم کا مال لینا؟ نہیں!

تو اس میں تو لکھا ہے ﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا﴾ اور اُس نے کھایا تو نہیں ہے؟ تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ صرف کھانا بلکہ عام استعمال جس میں کھانا بھی شامل ہے یعنی زیادہ تر لوگ کھانے ہی کے لیے یتیموں کے مال کو لیتے تھے۔

﴿إِنَّهُۥ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ②﴾: بے شک یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

دیکھیں إثمًا كبيرًا نہیں فرمایا حُوب اور اس میں کیا فرق ہے؟ دونوں گناہ ہیں فرق یہ ہے کہ دو گناہ برابر نہیں ہوتے:

(۱) جب آپ کسی امیر بندے کی چوری کرتے ہیں گناہ ہے کہ نہیں؟

(۲) اچھا آپ مسکین فقیر کی چوری کرتے ہیں گناہ ہے یا اُس سے بڑا گناہ ہے؟ اُس سے بڑا گناہ ہے۔

(۳) جب آپ کسی ضعیف اور کمزور کے حق کو کھا جاتے ہیں تو بڑا گناہ ہے کہ نہیں؟

تو اس لیے اِثم نہیں فرمایا: ﴿حُوبًا كَبِيرًا﴾: اور حُوب اُس گناہ کو کہتے ہیں جو بہت بڑا ہو اور جس میں بہت بڑی زیادتی ہو اور حق تلفی ہو ایک لفظ میں اسے حُوب کہتے ہیں۔ اور صرف یہ نہیں کہ حُوب ہے بلکہ ﴿حُوبًا كَبِيرًا﴾ ہے۔

جب گناہ کبیر ہے اور حُوب کبیر ہے اور اللہ تعالیٰ رقیب ہے ابھی فرمایا ہے کہ رقیب ہے نگہبان ہے خوب دیکھتا ہے خوب جانتا ہے اور تمہارے سارے اعمال اچھے یا بُرے ہوں سب کا احصاء ہو رہا ہے سب کو محفوظ کیا جا رہا ہے جس کا تم نے حساب دینا ہے تو اس سے بچنا ہے یتیموں کا مال کھانے سے اور ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کرنے سے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى﴾ (النساء:3)

(اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو)

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾: پس تو نکاح کر لو جو تمہیں پسند ہو عورتوں میں سے۔

﴿مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾: دو دو یا تین تین یا چار چار (یعنی دو عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو، تین سے، یا چار سے)۔

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا﴾: پس اگر تمہیں ڈر ہو یا اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو۔

﴿فَوَاحِدَةً﴾: تو پھر صرف ایک سے نکاح کر لو ایک سے شادی کر لو۔

﴿ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ ﴾: اگر یہ بھی طاقت نہیں رکھتے نکاح کرنے کی ایک سے بھی تو پھر جو تمہارے پاس لونڈیاں ہیں جو تمہارے ماتحت ہیں ان کے ساتھ آپ ہمبستری کر سکتے ہو۔

﴿ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ۞ ﴾: یہ اس لیے ہے تاکہ تم لوگ جھکو نہیں یا ناانصافی نہ کرو (یعنی زیادہ موزوں ہے زیادہ آسانی ہے کہ تم اس ناانصافی سے بچ سکو)۔

اب اس میں ابتداء قِسط سے ہوئی ہے اور اختتام عدل کے لفظ سے ہوا ہے فرق کیا ہے؟

دیکھیں جب قِسط کی بات آتی ہے دونوں میں آپ دیکھیں عدل کا معنی موجود ہے قِسط کے لفظ میں اور عدل کے لفظ میں، فرق یہ ہے کہ جب قِسط کی بات آتی ہے تو اس میں ترازو برابر برابر تولنے کا مطلب ہوتا ہے، جہاں بھی دیکھیں قرآن مجید میں قِسط کا لفظ ہوگا میزان ساتھ ہوگا، اس سیاق وسباق میں دیکھیں میزان ہوگا:

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ ۞ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ ۞ وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ ...﴾ (الرحمٰن:7-9): "بالعدل" نہیں فرمایا ﴿بِالۡقِسۡطِ﴾ کیوں؟ لفظ میزان کا ہے۔

جب برابر برابر چیز اور دقت ضرورت ہوتی ہے عدل وانصاف میں تو لفظ قِسط کا استعمال ہوتا ہے، اور جب یہ مشکل ہو جاتا ہے تو اصل عدل انصاف ہی کافی ہے تو پھر عدل کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اب دیکھیں: ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى﴾: اب یتیم عورت ہے یتیم لڑکی ہے اب وہ نکاح کے قابل ہو گئی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اسے مہر دینا پڑے گا انصاف ہے، اور اتنا مہر دینا پڑے گا جتنا کہ تم دیتے ہو کیونکہ یہ وہ شخص ہے جو ذمہ دار ہے امانتدار ہے جس کی ابھی میں نے بات کی ہے اب یتیم اس کے ماتحت ہے اور اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے نکاح کرنا چاہتا ہے۔

ہوتا کیا تھا اُس زمانے میں دور جاہلیت میں؟ بغیر مہر کے نکاح کر لیتے تھے مجبور کر کے اگرچہ لڑکی نہ بھی چاہے، لڑکی کی کوئی مرضی نہیں تھی اس وصی کی مرضی تھی جس کے پاس یہ لڑکی ہے، پیسہ بھی اُسی کے پاس ہے لڑکی بھی اُسی کے پاس ہے بغیر مہر کے نکاح کرتے زور زبردستی کر کے، اب اس کا خاتمہ ہو گیا آج کے بعد:

﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى﴾: اگر تمہیں اندیشہ بھی ڈر بھی ہو کہ انصاف نہ کر سکو قِسط نہ کر سکو اور برابر حق نہ ادا کر سکو کسی اور سے شادی کر چکے ہو نا کتنا مہر دیا اس کو بھی اتنا دینا پڑے گا تو لفظ قِسط کا ہے۔ سمجھ آ رہی ہے نا باریک بینی ہے اس میں کیونکہ ابھی اس ظلمت سے نکلنا ہے کہیں کچھ باقی چیز نہ رہ جائے کہ کیونکہ اپنے گھر کی ہے میں نے اس کو دیکھنا ہے مہر تھوڑا دے دیتا ہوں کسی اور سے بس مہر زیادہ دوں گا، نہیں ایسا نہیں ہے! ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى﴾۔

تو کیا کروں پھر میں ؟

﴿ فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ ﴾: جو تمہیں پسند ہے اور عورتیں ہیں نا آپ کو ایک کی پڑی ہے دو دو کرو تین تین چار چار تک کر سکتے ہو؛ تو راستہ کھلا چھوڑ دیا کہ نہیں ؟!

اگر ایک سے منع کیا ہے جس میں خدشہ اور اندیشہ ہو کہ تم یہ نہیں کر سکتے تو اس حرام سے بچنے کے لیے ناانصافی سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا تمہارے لیے کوئی تنگی رکھی ہے یا کشادگی ہے ؟! کتنی کشادگی ہے ؟ ایک سے چاہے کرو، دو سے کرو، تین سے یا چار سے بھی کر سکتے ہو۔

پھر عورتوں میں سے پریشان ہو جائیں گی بھئی ! اگلا لفظ عورتوں کے لیے خوشخبری کا ہے :

﴿فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً﴾۔

ابتداء کہاں سے ہوئی آیت کی ؟ ﴿اِنۡ خِفۡتُمۡ﴾ شرطیہ ہے۔ ختم کہاں پر ہو رہی ہے ؟ پھر وہیں ﴿فَاِنۡ خِفۡتُمۡ﴾۔

اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو دو دو، تین تین، یا چار چار بیویوں کے بیچ میں اور انصاف کرنا ہے، یہاں پر قِسط نہیں فرمایا قِسط بہت مشکل ہو جاتا ہے بیویوں کے بیچ میں اس لیے لفظ انصاف کا ہے ذرا آسانی کر دی ہے۔

پتہ ہے قِسط کا کیا مطلب ہے ؟ قِسط کا مطلب ہے کہ برابر برابر ہر چیز میں تول کر مشکل ہے نا ؟! اس لیے عدل جو تھوڑا کم درجہ ہے، دو بیویاں ہیں عدل ہے تین بیویاں ہے عدل ہے۔

﴿فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً﴾: تو پھر ایک سے ہی نکاح کرو وہی کافی ہے تمہارے لیے۔

اب جب عورتیں پڑھتی ہیں نا یہ جملہ خوش ہو جاتی ہیں کیونکہ عدل وانصاف تو ہے مشکل نا تو پھر یہاں پر شرطیہ بھی ہے ﴿فَاِنۡ﴾، ڈر ہے اور انصاف نہیں کر سکو گے اس لیے دوسری شادی مت کرنا انصاف نہیں کر سکو گے دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ڈراتی رہتی ہیں ! تو ڈرنا چاہیے یا انصاف کرنا چاہیے ؟ یہ آپ کی مرضی ہے۔

بہر حال، اور کشادگی دیکھیں کہ اگر یہ بھی مشکل ہے نہیں ہو سکتا تو اگر تمہارے پاس لونڈیاں ہیں وہ ہیں نا تمہاری حاجت پوری کرنے کے لیے، اور یہ سب آسانی اس لیے ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ دو شادیاں کر سکتے ہو تین یا چار یہ ﴿مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ﴾ جو ہے یہ اس لیے ہے تاکہ تم ناانصافی سے بچ سکو: ﴿اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا﴾۔

اگلے درس میں ان شاءاللہ اگلی آیت سے شروع کریں گے جس میں ایک اور خوبصورت پیغام ہے، ایک اور چیلنج جو تھا اس کا کیسے سامنا کر کے چند الفاظوں میں ختم کر دیا گیا کہ عورت کو خود مال و متاع سمجھا جاتا تھا کہ اب عورت کو نکاح کر کے نہ کچھ دینا پڑے

گا تو اب مہر کی بات آئی ہے اور مہر کو کس خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے دیکھیں الفاظ دیکھیں کتنے خوبصورت ہیں کہ اب اگر عورت سے نکاح کرنا پڑے گا یا نکاح کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں مہر دینا پڑے گا، مہر کیسے دینا پڑے گا کس انداز میں اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کرتے ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-01: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات: 1-3) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio